

شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت

مصنف

خلیفہ مفتی اعظم ہند حضور تاجدار رضویت

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالوہاب خان

القادی الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فرید
الدوراء قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل
رحمن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام
نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بیشمار لوگوں کو
قعر ضلالت و گمراہی سے نکال کر جادہ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان
کرم آج بھی جاری اور ساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے
گا۔

شہاچہ عجب گربنواز نگدارا

فقیر سگ بارگاہ رضا

ابوالرضا عبد الوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

لاڑکانہ

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الحمد لله الواحد القهار القوى العزيز المنتقم
الجبار المتعالی بصفات الكمال والجلال. المنزه عن قول اهل الكفر والطغيان
والضلال والذي ليس له ضد ولا ند ولا مثال. ثم الصلوة والسلام على افضل
العلمين. خاتم الانبياء والمرسلين رحمة للعلمين سيدنا وسندنا ومولانا محمد
واله واصحابه اجمعين اما بعد قد قال الله تعالى في القرآن الحكيم فاعوذ بالله
من الشيطان الرجيم ۝

انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذيرا ۝ لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه
وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”(اے نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا
اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو
اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ جل مجدہ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث
فرمانے کا سبب بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ پیارے ہم نے تمہیں اس لئے شاہد مبشر و نذیر
بنا کر بھیجا کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی (تمہاری) تعظیم و توقیر
کریں اور اللہ کی پاکی (عبادت) بیان کریں۔

اللہ جل مجدہ نے ایمان کو مقدم فرمایا پھر اپنے محبوب کی تعظیم کو کہ سچی تعظیم علامت
ایمان و ثمرۃ ایقان ہے پھر آخر میں اپنی عبادت کو ذکر فرمایا کہ جب تک حضور ﷺ کی سچی
تعظیم نہ ہو تمام عبادت مردود ہے۔ ایسوں ہی کے بارے میں اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وقد منا الى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا
 ”جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے۔“

اور فرماتا ہے:

عاملة ناصبة تصلی نارا حامية.

”عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ یہ ہوگا کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔“

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

حضور کی محبت شرط ایمان ہے (ﷺ)

اے عزیز! محبت اس جناب کی ایمان کی جان ہے جس کو جس قدر ان کی محبت میں کمال حاصل اسی قدر اس کا ایمان کامل اور جتنی ان کی محبت کم اتنا ہی اس کا ایمان ناقص اور جس کے دل میں محبت بالکل نہیں وہ مطلقاً مسلمان ہی نہیں، حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده ولده والناس اجمعین.

”تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب

آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔“

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بے شک جب تک محبت دینی ایمانی اختیاری یقانی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل ان کان آباءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموالکم اقترفتمو

ها و تجارة تخشون کسادها و مسکن ترضونها احب الیکم من اللہ و رسولہ

وجہاد فی سبیلہ فتر بصواحتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی القوم الفسقین ۵

”اے نبی تم فرمادو! کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کتبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔“

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

اللہ کی سرتاب قدم شان ہیں یہ ان سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

سبب تخلیق کائنات

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ انزال کتب و ارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کو وحی بھیجی کہ ”اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تو تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔“

لقد خلقت الدینا و اهلها لا عرفهم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک

ما خلقت الدنیا

یعنی ”میں نے دنیا و مخلوقات دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت عزت

تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔“

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزاء ہے اور دارالجزاء کو دارالعمل کا

تقدم ضروری ہے جب دارالعمل بلکہ عالمین نہ ہوتے تو دارالجزاء کہاں سے آتی۔

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی کہ حضرت عزت جل جلالہ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء

”اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ زمین و آسمان بناتا۔“ (افاضات الرضویہ)

اللہ جل مجدہ نے ازل ہی میں حضور اقدس ﷺ کو خطاب فرمایا:

انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز ہدایتی من
اجلک ابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار
”تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس میرے نور کی امانت ہے اور میری ہدایت
کے خزانے ہیں تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب
اور عذاب اور جنت و دوزخ۔“

اور ارشاد فرمایا:

یا محمد انا وانت وما سوی ذالک خلقت لاجلک

”اے محمد (ﷺ) میں ہوں اور تو ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا۔“

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکیں و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے ، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے ، انھیں بھی وہاں تمہارے لئے
فرشتے خدم ، رسول حشم ، تمام امم ، غلام کرم

وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے
 حاصل کلام، سب ان کا ہے اور ان ہی کے لئے پیدا فرمایا گیا اور جو ان کا ہے وہی
 خدا کا ہے اور جو ان کا نہیں وہ خدا کا نہیں باغی اور جہنمی ہے۔
 وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
 ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ (ﷺ) کی

اللہ کا محبوب کون؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ
 اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔“

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی پیگی غلامی اور فرمانبرداری اللہ کے محبوب
 ہونے کی دلیل ہے ماوثا تو کیا انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی انکی فرمانبرداری سے
 مفر نہیں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

والذى نفسى بيده لو ان موسى كان حيا اليوم وما وسعه الا ان يتبعنى.

”قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ دنیا میں ہوتے تو
 میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔“

اللہ عزوجل نے ازل ہی میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

واذا اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتب وحكمة ثم جاءكم رسول
 مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم على ذلكم امرى
 قالوا اقررن قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين ؕ فمن تولى بعد ذلك فاو

لنک ہم الفسقون ۰

”اور یاد کرو اے محبوب جب اللہ نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کیا ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس کے بعد پھرے گا وہی بے حکم ہے۔“

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

عبادت حضور ﷺ کی فرمانبرداری کا نشان ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد: وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔ ”میں نے جن و انس اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔“ حدیث سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لقد خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك ومنزلتك عندى ولولاك ما خلقت الدنيا) ہی کے عین مطابق ہے۔ یعنی تخلیق جن و انس عبادت کے لئے اور عبادت سے اللہ عزوجل کو نہ کوئی نفع اور نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر، وہ غنی و حمید ہے، احکام عبادت کی تشریح اسی لئے ہے کہ محمد ﷺ کے غلامان و جاں نثار مطیع و فرمانبردار، اور نافرمان گستاخ ان کے حکم سے اٹھ پاؤں پھر جانے والے نابکار سب پر ظاہر ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه۔
”ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ اعلانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون براہ

غلامی تمہاری اتباع کرتا ہے اور کون لے پاؤں پھرتا ہے۔“

دیکھو اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا کہ فرضیت قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ رسول

ﷺ کی تعظیم و اطاعت کرنیوالوں کی پہچان سب کو ہو جائے۔

عبادت الہی تعظیم و محبت رسالت پناہی ﷺ متلازمین ہیں ایک کا ذکر دوسرے کو موکد

ہوتا ہے ایمان کے دو رکن ہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) آیت کریمہ

رکن اول بتاتی ہے الا لیسعدون اسی لئے بنایا کہ عبادت کریں یعنی لا الہ الا اللہ اور

حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرما رہی ہے۔ لا عرفہم کرامتک اسی لئے بنایا کہ

تمہارا مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ (ﷺ) لہذا اہل ادب و ایمان کے نزدیک تعظیم و محبت

حضور اقدس ﷺ اصل کا رواہم فرائض و مناط قبول جملہ اعمال حسنہ ہے۔

مولیٰ علی کی نماز حضور پر قربان

اے عزیز جان لو! کہ اہم فرائض میں ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ میں نماز، اور تعظیم

و محبت حضور پر نور ﷺ قطعاً نماز سے اہم و اعظم ہے غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس

ﷺ نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز نہ

پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم ﷺ کے

خواب راحت میں خلل آتا ہے مع ہذا کیا معلوم کہ حضور پر نور ﷺ کو خواب میں وحی ہو رہی

ہو اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم و محبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ

الغالب نے حضور اقدس کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا حتیٰ تورات بالاحجاب

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا لب کہ وقت مغرب ہوا سرکارِ دو عالم ﷺ کی چشم حق میں کھلی

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مضطرب پایا، سب دریافت فرمایا عرض کیا یا رسول

اللہ (ﷺ) میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور ﷺ نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی الہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی آفتاب پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ آئمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض و غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اسی تاجور کی ہے

نبی کی تعظیم کا پہلا منکر اور گستاخ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔“

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

واذ قال ربک للملئکة انی خالق بشر من صلصال من حمامسنون ۝ فاذا سویتہ

ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدتين ۝ فسجد الملائكة كلهم اجمعون ۝ الا ابليس ۝ ابى ان يكون مع السجدتين ۝ قال يا ابليس مالك الا تكون مع السجدتين ۝ قال لم اكن لاسجد لبشر خلقته من صلصال من حمأ مسنون ۝ قال فاخرج منها فانك رجيم ۝ وان عليك اللعنة الى يوم الدين ۝ (پ ۱۲ سورة الحجر ع ۳)

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجاتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنیوالوں سے الگ رہا بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجاتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں آدم علیہ السلام کے منصب خلافت کا ذکر فرمایا دوسری جگہ ان کی خلقت کا تذکرہ فرماتے ہوئے بھی ارشاد فرمایا نفخت فيه من روحي ابلیس نے ان مناصب اور عظمت کو نظر انداز کرتے ہوئے محض بیان خلقت کو دلیل بنا کر ان کی عظمت کا انکار ہی نہیں بلکہ ہانت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ مجھے زیبا نہیں دیتا کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے سیاہ بدبودار گارے والی مٹی سے بنایا اور دوسری جگہ کہتا ہے انساخیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ۝ (پ ۸ الاعراف آیت ۱۲) ”بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اے مٹی سے بنایا۔“

غور طلب یہ امر ہے کہ فرشتے باوجود یکہ نوری ہیں سب کے سب سجدے میں گر پڑے کسی نے یہ نہیں کہا کہ مولائے قدوس ہم تو نوری ہیں تو نے ہمیں نور سے بنایا اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی نگاہ ان کے منصب خلافت اور شان

جلالت پر تھی اور یہی ایمان والوں کا حال ہے وہ حکم کے بندے ہیں منصب کا احترام کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا مالک و مولیٰ ہے جس طرح چاہے خطاب فرمائے ہمارے لئے ان کی تعظیم و تکریم لازم بیچ فرمایا اللہ جل مجدہ نے:

ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين خسارا ○

”اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔“

دوسری جگہ فرماتا ہے:

يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا ○ وما يضل به الا الفاسقين ○

”اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔“

مخفی نہ رہے کہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ سجدہ حقیقۃً حضور سید المرسلین ﷺ کو تھا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ عزوجل کو کیونکہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا نور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں رکھا گیا۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین علیہ الرحمہ زیر قولہ تعالیٰ 'تلك الرسل فضلنا' فرماتے ہیں ان الملائكة امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد ﷺ في جبهة آدم اور تفسیر نیشاپوری میں ہے سجود الملائكة لآدم فيما كان لاجل نور محمد ﷺ كان في جبهة دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اسلئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد تھا (ﷺ)، پس ابلیس لعین نے حضور ﷺ کی تعظیم کرنے سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس کو مردود بنا کر جنت سے نکال دیا دیکھو ابلیس کتنا بڑا عالم تھا معلم المملکوت کہلاتا فرشتوں کو علم سکھاتا صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعظیم نہ کرنے کی بنا پر مردود ہوا اور ہمیشہ کے لئے لعنتی بنا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا عمل آج بھی شیطان کی ذریت میں جاری ہے۔

ابلیس کی بغاوت

بجائے اس کے کہ ابلیس توبہ کرتا اور انبیاء کرام کی تعظیم اور توقیر کی طرف رجوع لاتا

بغاوت پر اتر آیا اور بولا:

كما قال الله تعالى:

قال رب بما اغويتني لازين لهم في الارض ولا غوينهم اجمعين ۝ الا

عبادك منهم المخلصين ۝

”بولا اے میرے رب قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاؤں

دونگا اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو انہیں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔“

شیطان کو یہ اعتراف ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر اس کا داؤ نہ چلے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغوين ۝ وان جهنم

لموعدهم اجمعين ۝

”بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان بندوں کے جو تیرا ساتھ دیں

اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔“

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا جرم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی

ہے ابلیس کے فرمانبردار بندے آج بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی

کرتے نہیں تھکتے اور عباد اللہ المخلصین اللہ کے محبوبوں کی عظمت و شان پر سب کچھ

قربان کر دیتے ہیں۔

دو گروہ

شیطان کی بغاوت کے بعد دو گروہ بن گئے۔

جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فريق في الجنة وفريق في السعير۔

ایک گروہ جنتی دوسرا جہنمی، جنتی گروہ حزب اللہ اور دوزخی حزب الشیطان، ایک دوسرے کے مقابل آگئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فريقا هدى وفريقا حق عليهم الضلالة انهم اتخذوا الشياطين اولياء من دون

اللہ ويحسبون انهم مهتدون ○

”ایک فرقتے کو راہ دکھائی اور ایک فرقتے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو

چھوڑ کر شیطان کو والی بنالیا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔“

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق دوسری جگہ فرماتا ہے:

استحوذ عليهم الشيطان فانسهم ذكر الله اولئك حزب الشيطان ط الا ان

حزب الشيطان هم الخسرون ○

”ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا

ہے بیشک شیطان کا گروہ ہار میں ہے۔“

معلوم ہوا نبی کی سچی غلامی و فرمانبرداری اور تعظیم و توقیر ہی اللہ عزوجل کی عبادت کا

مغز ہے۔ ابلیس نے عبادت سے روگردانی نہ کی مگر تعظیم سے۔ چنانچہ جن لوگوں نے محبوبان

خدا کی تعظیم سے منہ موڑا وہ حزب الشیطان، شیطان کا گروہ ہے اور اللہ کی جماعت جس کو

حزب اللہ کہتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا

اباؤهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم ط اولئك كتب في قلوبهم الایمان

وايدهم بروح منه ط ويدخلهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدین فیها ط

رضی اللہ عنہم ورضوا عنه اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ○

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان

سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) ہے سنتا ہے اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔“

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں نے خصوصاً وہابیہ دیوبندیوں نے اللہ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی کی تو حزب اللہ کی جماعت اہلسنت نے ان سے بائیکاٹ کیا حتیٰ کہ اپنی مساجد میں آنے سے روک دیا اگر اتفاق سے کسی وہابی دیوبندی نے ان کی مسجد میں نماز پڑھ لی تو انہوں نے معلوم ہو جانے کے بعد مسجد کو پاک کرایا۔ ایسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغلبون ۝

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔“

ابلیس کے وفادار غلام

ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا یہ سبب بیان کیا لم اکن لاسجد لبشر مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں چنانچہ ابلیس کے وفادار غلاموں نے اپنے آقا ابلیس کی اس سنت کو حرز جان بنالیا۔ جب بھی اللہ عزوجل نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے نبی کو بھیجا اور نبی نے ان کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو شان نبوت کے استحقاق اور لہانت کے لئے ایک چلتا کلمہ اپنے آقا عزائیل کی سنت کے عین مطابق ومانت الابرار مثلنا (اور تم نہیں مگر ہماری طرح بشر) کو سند بنالیا گیا۔

مثلاً نوح علیہ السلام نے جب دعوت ایمان دی تو ابلیس کے وفادار غلاموں نے کہا فقال
 الملو الذین کفرو امن قومہ ما هذا الا بشر مثکم ۝ ”تو اس کی قوم کے جن
 سرداروں نے کفر کیا (اپنی قوم کے لوگوں سے بولے) یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر ہے۔“ اور کہا
 : یریدون ان یتفضل علیکم ”یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے۔“ معلوم ہوا کہ اپنی مثل
 بشر کہنا لہانت اور حقارت کے لئے وضع کیا گیا۔ تو انبیاء کرام کو اپنی طرح بشر کہنا ان کی
 صراحۃً توہین و تحقیر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی توہین اشارۃً کنایۃً بھی گوارا نہیں۔
 ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کچھ تلقین
 فرماتے تو کبھی کبھی صحابہ کرام درمیان میں عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ ﷺ یعنی
 یا رسول ﷺ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع
 دیجئے۔ لغت یہود میں یہ لفظ سوء ادبی کے معنی رکھتا تھا انہوں نے بھی راعنا کہنا شروع کیا
 اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا۔

یا ایہا الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعو وللکفرین عذاب الیم
 ”اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو انظرنا یعنی حضور ہم پر نظر رکھیں اور
 پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو راعنا کہنے کی ممانعت
 فرمادی گئی تو ثابت ہو گیا کہ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بھی استعمال کرنا اگرچہ نیت توہین کی
 نہ ہو اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر
 رکن ایمان ہے ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ للکفرین سے واضح ہوا۔
 اے عزیز جان لو کہ جو لفظ موہم توہین ہو اگرچہ نیت حسن ہو اللہ عزوجل کو گوارا نہیں
 صحابہ کرام کو منع فرمادیا جائے اور کنایۃً توہین کرنیوالوں کو للکفرین اور عذاب الیم کا ذرہ
 لگایا جائے تو وہ لفظ جو صراحۃً توہین کیلئے شیطان نے ایجاد کیا پھر ذریت شیطان نے انکار
 نبوت اور توہین انبیاء کے لئے دلیل بنایا وہ لفظ کسے باشد کوئی بھی استعمال کرے گا وہ

غضب جبار و قہر تہار کا مستحق بنے گا اور شیطان کی پیروی اس پر ثابت ہو جائے گی وہ یقیناً ظالم و بدکردار ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واسرو النجوى الذين ظلموا هل هذا الا بشر مثلكم

”یعنی اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں تم ہی جیسے ایک بشر تو ہیں“

اللہ جلیل و قہار نے اپنی طرح بشر کہنے والوں کو ظالم فرمایا اور جس کو اللہ عز و جل ظالم فرمائے وہ یقیناً قطعاً ظالم، غضب جبار کا مستحق ہے۔

غرض کہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں ابلیس کے وفادار غلاموں کا یہی دستور رہا جیسا کہ صالح علیہ السلام کی جناب میں کہا ما انت الا بشر مثلنا ”تو نہیں مگر ہماری طرح بشر“۔ شعیب علیہ السلام کی جناب میں کہا وما انت الا بشر مثلنا ”اور تو نہیں مگر ہماری طرح بشر“۔ جناب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق کہا قالوا انومن بشرین مثلنا ”بولے کیا ہم ان دونوں پر ایمان لائیں جو ہماری طرح بشر ہیں“ چنانچہ آج بھی جن لوگوں کو اللہ کے محبوب کی عظمت نہیں بھاتی وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں۔ (معاذ اللہ)

محرومی ایمان اور کفر و سرکشی کا نشان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وامانع الناس ان يؤمنوا اذا جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا

”اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر

اسی بات نے کہ بولے کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا۔“

لہذا معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنا ہی ان کے ایمان نہ لانے اور کفر و طغیان

پر اتر آنے کا سبب بنا، بشر کہنا بزرگی کی علامت نہیں۔ واضح رہے کہ اپنی طرح بشر کہنے میں کوئی بزرگی یا بڑائی نہیں بلکہ بشر کا اطلاق کافر و مشرک پر بھی ہوتا ہے کفار کا مقولہ وما انت الا بشر مثلنا دلالت کرتا ہے کہ کفار خود کو بشر ہی سمجھتے تھے اور انبیاء مرسلین کو بھی اپنی طرح بشر کہتے تھے تو لفظ بشر ایمان کی بھی علامت نہیں جب بشر بولا جائیگا اس سے گنگا رام، نارائن داس جمنہا پرشاد وغیرہ بھی مراد ہو سکتے ہیں مگر جب مسلمان بولا جائیگا اس سے کافر ہرگز مراد نہیں ہو سکتا مگر یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ وہ مسلمان بھی ہے اور ولی بھی اسی طرح اولیاء کے درجات جیسے اقطاب اوتاد ابدال اغیاث افراد وغیرہ۔

ان میں جس مرتبہ والے کا نام لیا جائے گا وہی مراد ہوگا مثلاً غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا تو حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھا جائے گا۔ اس کا غیر ہرگز مراد نہیں اور یہ درجات منافی اسلام نہیں یعنی مسلمان ہیں ولی ہیں اور ایسے بڑے ولی ہیں کہ مرتبہ غوثیت پر فائز ہیں قطع نظر ان تمام مراتب کے کوئی بدھواپنی طرح مسلمان کہے تو اس نے یقیناً گستاخی کی کہ تمام مراتب عالیہ کو نظر انداز کر کے اپنی طرح مسلمان کہا حالانکہ مسلمان ہونا عظیم شرافت ہے ”بشر“ میں یہ خصوصیت بھی نہیں اسی طرح اور اوپر چلے مثلاً تبع تابعین اس کے بعد تابعین پھر صحابہ کرام پھر صحابہ میں خلفائے راشدین پھر انبیاء علیہم السلام اور پھر مرسلین عظام اور پھر رسل اولوالعزم پھر سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ان تمام عظیم مراتب اور فرق مناصب سے قطع نظر ان کو اپنی طرح بشر کہنا کیسا ظلم عظیم ہے۔

ہے مخصوص ان کے لئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

ایک مثال: مسجد تعمیر اعتبار سے ایک مکان ہی ہے۔ مکان، مسجد شریف کے ادب و احترام کو دیکھ کر یہ اعتراض کرے کہ یہ مسجد بھی تو میری طرح ایک مکان ہے تعمیر اعتبار سے مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں جن مزدوروں اور کاریگروں نے مجھے بنایا ہے ان ہی

نے اس کو بھی بنایا جو مٹی اینٹ گارا پتھر سینٹ اور چونا وغیرہ مجھ میں لگایا وہی اس میں لگایا پھر اس کا اس قدر ادب و احترام کہ اس میں جب کا داخلہ حرام شور و شر بلکہ دنیا کی باتیں کرنا حرام کہتے ہو اور میرے اندر سب کام ہوتے ہیں کوئی ادب و احترام نہیں ہوتا تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ اے مکان تو صرف ایک مکان ہے جو خانہ زید سے معروف اور وہ مسجد خانہ خدا ہے اللہ کی جانب منسوب اور مکان ہونے کی حیثیت سے کتنے مکان ہیں کسی کو شراب خانہ کسی کو بت خانہ کسی کو مسافر خانہ وغیرہ ہر مکان میں فرق نسبت موجود تیرے ہی وجود میں کتنے مکان مثلاً باورچی خانہ غسل خانہ پاخانہ، خواب خانہ وغیرہ موجود ہیں۔ تو باروچی خانہ اور پاخانہ حالانکہ مکان ہی تو ہیں مگر فرق واضح اسی طرح مسجد کہ خانہ خدا است یہ فرق عظیم واضح ہے۔

ہر گروہ کا امتیازی نشان

چنانچہ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام ہے اور حزب الشیطان یعنی شیطان کے گروہ کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی شان اقدس میں گستاخی و توہین کرنا ہے اس تمہید سعید کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ تبلیغی جماعت اور اس کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب کا تعلق کس گروہ سے ہے۔

لفظ وہابیت کی ایجاد

علمائے دیوبند کے معتبر قائد مولوی انور شاہ کشمیری، امالی فیض الباری میں اور مولوی نواب قطب الدین خاں، ظفر جلیل میں لکھتے ہیں کہ:

”محمد بن عبد الوہاب کے ایک سرگرم حمایتی تحریر فرماتے ہیں ”محمد بن

عبدالوہاب کی طرف نسبت کریں تو قاعدے سے ”محمدی“ کہیں گے مگر محمدی لقب تو بدنام کرنے کے لئے کافی نہ تھا اس لئے شیخ الاسلام کے والد عبدالوہاب کی طرف نسبت کر کے وہابیت کا لقب ایک مذہبی گالی کے طور پر ایجاد کیا گیا۔

(مولوی اسماعیل اور تقویت الایمان ص ۴۲)

الدر المختار میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یا ایسی معصیت کا مرتکب کہتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال کہتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) ان کا حکم باغیوں کا ہے۔“ علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ عابدین شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ”جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریف پر مغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح رکھا تھا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔“

یہ عبارت مولوی خلیل احمد انیسٹھوی نے اپنی کتاب ”المہند“ مطبوعہ دیوبند کے ص ۱۸ اور مکتبہ تھانوی ص ۱۰ پر بھی لکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابی وہی خوارج ہیں جنہوں نے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں کہا ان علیا و معاویہ قد اشر کافى حکم اللہ تحقیق علی اور معاویہ نے دین میں خدا کا شریک کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک و کفر کا فتویٰ لگایا حدیث شریف میں ہے: کان ابن عمر یری الخوارج شرار خلق اللہ قال انہم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقا شرح السنة امام بغوی و تہذیب الآثار

امام طبری موصولاً) یعنی عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ واضح رہے کہ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی نے اعتراف کر لیا کہ وہابی وہی پرانے خارجی ہیں جن کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدترین خلق فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ قطب عالم دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا تعارف ان کے خلیفہ مولوی عاشق الہی بایں طور فرماتے ہیں:

”قطب عالم قدوة العلماء غوث الاعظم اسوة الفقہا جامع الفضائل والفواضل مجدد زمان وسيلتنا الى الله الصمد شيخ المشايخ الحاج المولوي رشيد احمد گنگوہی۔“

(ملخصاً تذكرة الرشيد ج ۱، ص ۲)

اور مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبندیوں ارقم فرماتے ہیں:

”شس العلماء المعلمين بدر نفصلا الكالمين ابوحنيفة الزمان جنيد الدوران امام رباني محبوب سبحاني جناب مولوي حافظ حاجي رشيد احمد گنگوہی۔“

(الشهاب الثاقب ص ۸۰ کتب خانہ رحیمہ دیوبند)

دیوبندیوں کے امام ربانی محبوب سبحانی مولوی رشید گنگوہی سے مولوی شیخ محمد صاحب ضلع فیروز پور پنجاب نے ۱۳۱۰ھ میں سوال کیا کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اس پر دیوبندیوں کے قطب ربانی فرماتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔“

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۵ مطبوعہ کراچی)

پھر کسی کے سوال پر جواباً فرماتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا۔“

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۷ مطبوعہ کراچی)

پھر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔“

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کا اقرار

”جن دنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے، ان ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ محلے کی کچھ عورتیں فاتح کرانے کے لئے مٹھائی لے کر آئیں تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کے بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو۔“

(تبلیغی جماعت از مولانا ارشد القادری بحوالہ اشراف السوانح ج۔۱، ص ۴۵)

حکیم الامت دیوبند جناب تھانوی صاحب کی تمنائے عظیم

فرماتے ہیں:

”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔“

(الافاضات الیومیہ ج ۳، ص ۲۷، تبلیغی جماعت ص ۱۱۴)

اس سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ تھانوی صاحب کو رقم مل رہی ہے اور روپیہ لے کر ہی وہابی ہوئے ان کو یہ نہیں معلوم کہ مومن اپنی جان کی قربانی کو ارزاں جانتا ہے وہ روپیہ کو ایمان کے مقابلہ میں ٹھیکری سمجھتا ہے تم لوگوں کی طرح مومن ایمان فروش نہیں ہے۔

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی جو تبلیغی جماعت کے روح رواں اور مرکزی قائدین میں شمار کئے جاتے ہیں مولوی محمد الیاس صاحب کی جانشینی کے سلسلہ میں مولوی محمد زکریا صاحب سے فرماتے ہیں:

”اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے یہ حجرہ ہے جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔“

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۷)

بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا صاحب جواباً ارشاد فرماتے ہیں:

”بس انتظار کرو اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور درود یوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔“

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۸ بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۳)

سبحان اللہ! قائدین تبلیغی جماعت کو وہابی ہونے پر کس قدر ناز ہے کس فخر یہ انداز میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں اور میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں مسلمان ہونا ان کے لئے باعث فخر نہیں البتہ وہابی ہونا باعث صد فخر ہے۔ مگر یہ باتیں آپس میں کرتے ہیں علانیہ اغیار و اخبار کے سامنے اقرار نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو سلف صالحین

سے مذکور ہے مثلاً محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں مولوی محمد انور شاہ کشمیری سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

”امام عبدالوہاب النجدی فانہ کان رجلاً بليدا قليل العلم فكان يتسارعہ الى الحكم بالكفر“ (فیض الباری مطبوعہ قاہرہ ص ۱۷۰-۱۷۱) ”یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم آدمی تھا اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اس میں باک نہ تھا۔“

مولوی حسین احمد صاحب المعروف مدنی شیخ الحدیث دیوبند فرماتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔“

(الشہاب الثاقب ص ۴۳ مطبوعہ دیوبند)

یہی شیخ الاسلام دیوبند فرماتے ہیں:

”شان نبوت (حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں تو سب دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔“

(الشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

وہابیہ کا مختصر تعارف علمائے دیوبند کی زبانی پیش کیا گیا ان ہی وجوہ کی بنا پر تبلیغی جماعت کے قائدین، اکابر وہابیت پر فریفتہ ہیں اور فخر کے ساتھ بڑے زور و شور سے اپنے

وہابی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”کہ حضرت (رشید احمد) گنگوہی اس دور کے قطب الارشاد اور مجدد تھے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۳)

اور قطب الارشاد نے فرمادیا کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں پس مولوی الیاس کے نزدیک قطب الارشاد سے زیادہ دیندار اور متبع سنت کون ہوگا چنانچہ ان ہی کے تجدیدی کارنامہ کی تکمیل کے واسطے تبلیغی جماعت کو جنم دیا گیا۔

اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں

”یہ مقولہ حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کا متعدد لوگوں سے میرے

کان میں پڑا کہ مولوی الیاس صاحب نے تو یاس کو آس سے بدل دیا۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۴۰)

مولوی محمد الیاس اور اشرف علی تھانوی

مولوی محمد زکریا قلم طراز ہیں:

”چچا جان (یعنی مولانا محمد الیاس صاحب) بھی کثرت سے تھانہ بھون حاضر

ہوتے تھے تھانہ بھون کی حاضری میں یہ ناکارہ (محمد زکریا) بھی اکثر ساتھ ہوتا

تھا اور چچا جان ہر حاضری پر اپنی مساعی کا تذکرہ کرتے تھے اس پر حضرت

(اشرف علی تھانوی) اس پر اظہار مسرت بھی فرماتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور اسکے مفصل جوابات ص ۶۲)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور تبلیغی جماعت

مولوی محمد زکریا صاحب امیر تبلیغی جماعت فرماتے ہیں:

”کہ حضرت شیخ الاسلام (حسین احمد مدنی) کی اس تبلیغ کے ساتھ دلچسپی، شغف ترغیبات تحریراً تقریراً اتنی شائع ہوئی..... اس جماعت کے جلسوں میں کثرت سے حضرت کی شرکتیں بھی ہیں تقریریں بھی ہیں اور شرکت کے لئے تاکیدیں بھی ہیں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۷۱)

مولوی حسین احمد کا خط

”کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی جماعتیں شہر میرٹھ اور اس کے گرد و نواح میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے آتی ہیں..... یہ جماعت تبلیغیہ نہ صرف ایک ضروری اور اہم فریضہ کی حسب الاستطاعت انجام دیتی کرتی ہے بلکہ اس کی بھی سخت محتاج ہے کہ ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو خود بھی مسلمانوں سے رابطہ قوی پیدا ہو..... امیدوار ہوں کہ آئندہ اس میں پوری جدوجہد کو کام میں لایا جاوے اور ان کی ہمت افزائی کی صورتیں عمل میں لائی جاویں۔ والسلام

نگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۶ صفر ۱۳۶۱ھ

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۷۲ ملخصاً)

مولوی عبدالقادر صاحب رائے پوری کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس قدوة الاتقیاء راس الاصفیاء شاہ عبدالقادر رائے پوری کے متعلق شاید ہی کسی کو اس سے انکار کی جرأت ہو کہ حضرت کا نظام الدین کثرت سے تشریف لے جانا اور تبلیغی اسفار اور اہم امور میں مشوروں میں شرکت بہت کثرت سے ہوتی تھی خود اس ناکارہ کے ذریعہ سے حضرت اقدس رائے پوری نے حضرت دہلوی کے دور میں اور اس کے بعد مولانا الحاج محمد یوسف صاحب کے دور میں کئی بار ان کے اکابر کو رائے پور میں اجتماعات کرانے کے لئے بلایا، حضرت کے دور میں بار بار رائے پور میں تبلیغی اجتماعات حضرت کے ارشاد پر ہوئے۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۱-۸۲)

حکیم الامت دیوبند اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل کی شہادت

اپنے خط میں ارقام فرماتے ہیں:

”آپ جیسے حضرات سے یہ امر تعجب خیز ہے یہ تبلیغ آج سے نہیں ایک زمانہ دراز اس پر سے گزر چکا ہے اور اب یہ عروج پر ہے۔“

(ملخصاً تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات ص ۸۶)

تھانوی کے خلیفہ مولوی اسعد اللہ صاحب

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کی گواہی۔ اپنے ایک خط میں رقمطراز ہیں۔

”چند ہی دنوں کی بات ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے یہاں مولانا عبید اللہ صاحب سرگرم کارکن تبلیغ سے تبلیغی تقریر کرائی اور حضرت مفتی صاحب موصوف اپنے یہاں کام کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں حضرت تھانوی کے بہت متوسلین اور معتقدین تبلیغ میں عملی حصہ لیتے رہتے ہیں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تبلیغ میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۸)

تھانوی کے خلیفہ قاری محمد طیب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب رقمطراز ہیں:

”حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب۔ خلیفہ حکیم الامت تھانوی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند کی شرکت ان تبلیغی اجتماعات میں اتنی کثرت سے ہوتی رہتی ہے کہ ان کی تفصیل کا احصاء مشکل ہے۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۹-۹۰)

تھانوی کے خلیفہ سید سلیمان ندوی کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا الحاج سید سلیمان ندوی خلیفہ حضرت تھانوی کی شرکت لکھنؤ کے قیام میں پھر بھوپال کے قیام میں پھر پاکستان کے قیام میں ان تبلیغی اجتماعات میں بہت کثرت سے ہوئی حجاز کے تبلیغی اجتماعات میں بھی حضرت سید صاحب کی شرکت ہوئی اور تقریریں بھی فرمائیں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۳)

مولوی عبدالرحمن

صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی جب تک سہارنپور مقیم رہے میوات کے جلسوں میں کثرت سے تشریف لے جاتے رہے حضرت مولانا کی ایک دفعہ طبیعت ناساز تھی حکیم کو دکھانے دہلی تشریف لے گئے کیونکہ نظام الدین قیام رہا کرتا تھا اس وقت حضرت دہلوی میوات کے ایک سخت ترین سفر پر جا رہے تھے جو پہاڑ پر تھا حضرت دہلوی نے مولانا کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی باوجودیکہ مولانا بیمار بھی تھے اور حکیم کے پاس علاج کے لئے تشریف لے گئے تھے مگر ساتھ ہوئے۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۹)

مفتی محمد شفیع صاحب

خلیفہ حکیم الامت دیوبند کی شہادت

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حال ناظم جامعہ سعیدیہ کراچی خلیفہ حضرت تھانوی کے متعلق حضرت ناظم صاحب مظاہر العلوم اور اس ناکارہ کے خطوط میں گزر چکا ہے کہ حضرات دہلی کی آمد پر

حضرت مفتی صاحب ان لوگوں کو اپنے مدرسہ میں بلاتے اور مدرسین اور طلباء کو جمع فرما کر ان حضرات سے تبلیغی تقریریں اہتمام سے کراتے ہیں اور بعد میں خود بھی ان کی تائید میں تقریر فرماتے۔

(ایضاً ص ۱۰۱-۱۰۲)

حکیم الامت دیوبند کے بھانجے مولوی ظفر احمد صاحب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا ظفر احمد صاحب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے بھانجہ نے ایک مستقل چلہ اس میں دینے کا وعدہ فرما رکھا تھا جو مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا اور وہ جب چچا جان (محمد الیاس) کی بیماری میں ایک دن کو تشریف لے گئے چچا جان نے ان کو ان کا وعدہ یاد دلایا تو اپنی سخت مجبوری اور ضروریات کے باوجود مستقل قیام فرمالیا اور وصال تک وہیں موجود رہے اور اس زمانہ میں تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت بھی فرماتے رہے اور ملفوظات بھی جمع کرتے رہے۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۰۲)

مفتی محمود حسن صاحب دیوبندی کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”جناب الحاج مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شرکت موجودہ تبلیغ کے اجتماعات میں اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

میں بہت کثرت سے رسائل اور اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں اور بہت سے مضامین ”کیا تبلیغی کام ضروری ہے“ میں شائع ہو چکے ہیں ایک تحریر ان کی کسی شاکی کی شکایت کے جواب میں رسالہ ”حقیقت تبلیغ“ مولفہ الحاج یوسف باوارگونی کے رسالہ میں ہے (پھر ان کا ایک طویل خط نقل فرمایا جس کا ایک حصہ یہ ہے) میں نے طویل طویل سفر کئے ہیں یہاں بھی ہمیشہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرتا ہوں ۳۵ برس سے شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے سہارنپور، دیوبند، رائپور، لکھنؤ وغیرہ کے اکابر باب مدارس و ارباب خانقاہ کا جو کچھ اس کام سے تعلق ہے وہ براہ راست معلوم ہے (چند سطر بعد) میں نے خود تبلیغ کے لئے جن اکابر علماء مشائخ کو نکلتے اور ترغیب دیتے ہوئے دیکھا ہے چند کے نام یہ ہیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمیعت العلماء ہندو صدر مدرسہ امینیہ دہلی میں خود میوات کے علاقہ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کو بہت نزدیک سے دیکھا کہ ان کو تبلیغی کام سے کس قدر گہرا تعلق تھا۔ مفتی اشفاق الرحمن صاحب مفتی مدرسہ فتح پور دہلی، مفتی جمیل احمد صاحب مفتی تھانہ بھون۔ مولانا اسعد اللہ صاحب مجاز حضرت تھانوی۔ مولانا عبدالرحمن صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور مجاز حضرت تھانوی۔ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور مجاز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مجاز حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ حضرت مولانا ابوالحسن ندوی، حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی۔“

(عمومی اعتراضات ص ۱۱۰-۱۱۱)

نہایت اختصار سے شتے نمونہ از خروارے یہ چند اسمائے گرامی اکابر علماء دیوبند کی آراء اور عملی شہادات نقل کیں جس سے روز روشن کی مانند واضح ہو گیا کہ تبلیغی جماعت خالص و باہلی

دیوبندی جماعت ہے علماء دیوبند کی جارحانہ اور دل آزار عبارات جو اللہ و رسول کی شان میں صریح گستاخیاں ہیں (جو وہابیت حزب الشیطان کا علامتی نشان ہے) ان کی بنا پر مسلمانوں میں ان لوگوں سے سخت نفرت پیدا ہو گئی، پاس جانا تو کجا ساتھ نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا، اس جماعت نے منافقت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو اپنی جانب مائل کیا، ان کا واحد مقصد مسلمانوں کو دیوبندی وہابی بنانا ہے کیونکہ اصول وہابیہ کے مطابق یہ اپنے سوا تمام مسلمانان عالم کو مشرک و کافر سمجھتے ہیں۔

تبلیغی جماعت اصول وہابیہ کے مطابق مسلمانوں کو مشرک سمجھتی ہے

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی عام حالت یہ رہی ہے کہ جوں جوں زمانہ نبوت سے ان کو بُعد (دوری) ہوتا تھا دینی امور و عبادت وغیرہ اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہو کر ان کے ہاں محض ”رسوم“ کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے اور ان کی ادائیگی بس ایک پڑی ہوئی رسم کے طور پر ہوتی تھی اس گمراہی اور بے راہ روی کی اصلاح کے لئے پھر دوسرے پیغمبر مبعوث ہوتے تھے جو اس رسمی حیثیت کو مٹا کر امتوں کو امور دین کی اصلی حقیقتوں اور حقیقی روح شریعت سے آشنا کرتے تھے (چند سطر بعد) امت محمدی بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۱۱-۱۲)

جب کفر و شرک کا غلبہ ہوتا ہے اللہ اپنے نبی کو کفر و شرک مٹانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے یہ سنت الہیہ ہے چنانچہ کفر و شرک کی بھیانک گھٹا کو دور کرنے کے لئے حضور اکرم

سید عالم ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول ﷺ کی دعوت دی مولوی الیاس صاحب نے یہی بات کہی مگر حسین الفاظ کے پردے میں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”آپ ﷺ نے جس کام کے لئے سب سے زیادہ محنت کی اور سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کیں وہ کام تھا کلمہ کا پھیلانا۔“ (ملفوظات الیاس ص ۲۸)

لہذا مسلمانوں میں کلمہ پھیلانے کی خدمت مولوی محمد الیاس اور ان کے تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے اور یہ واضح ہے کہ حضور ﷺ نے کفار و مشرکین کو کلمہ پہنچایا یہ پہنچانا کلمہ کا کسی مسلمان کو نہ تھا اس واسطے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے اور اللہ کے کلمہ کو پھیلانے۔“

(ملفوظات ص ۴۴)

الیاس صاحب فرما رہے ہیں:

”ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا۔“

قرآن کریم سے پوچھئے طاغوت کس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

”تو جو طاغوت (شیطان) کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی۔“

معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں طاغوت کا انکار اللہ تعالیٰ پر

ایمان۔ اور جو طاغوت سے ہٹا ہی نہیں اس کا اللہ پر ایمان ہی نہیں وہ کافر و مشرک ہے نیز

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ

الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

”اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں

کے حمایتی طاغوت ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔“

پس الیاس صاحب کی عبارت کہ ”تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا“ کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کفر سے اسلام کی جانب آنا۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کے روح رواں مولوی ابوالحسن ندوی اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”مسلمان دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ یا اللہ کی راہ میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں (اس پر الیاس صاحب نے فرمایا) خوب سمجھتے ہیں۔“

(ملفوظات الیاس ص ۴۲)

اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بس یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے ظاہر ہے کہ تبلیغی اسفار میں نکلنے والے یا ان کی مدد کرنے والے متحد العقائد ہیں ان کے علاوہ تمام مسلمانان عالم جن کو ان سے اختلاف ہے۔ وہ مسلمان نہیں چنانچہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”ہمارا کام دین کا بنیادی کام ہے اور ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۷۵)

یہی مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

”اس وقت کفر و الحاد بہت طاقتور ہے ایسی حالت میں منتشر اور انفرادی اصلاحی کوششوں سے کام نہیں چل سکتا لہذا پوری قوت کے ساتھ اجتماعی جدوجہد ہونی چاہئے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۱۵۴)

مسلمانوں! اللہ انصاف!! آپ کا عینی مشاہدہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کے گھروں پر جاتے گلیوں میں پھرتے سڑکوں پر چلتے شہر شہر گاؤں گاؤں پھرتے ہیں کیا کبھی

آپ نے دیکھا کہ یہ کسی کافر و مشرک کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوتے ہیں کسی ہندو کو بلاتے نصاریٰ کے پاس جاتے چماروں بھگیوں کو دعوت دیتے ہیں ہرگز نہیں، جاتے ہیں تو مسلمانوں میں، بلاتے ہیں تو مسلمانوں کو، قیام کرتے ہیں تو مسلمانوں کی مساجد میں، ان کے نزدیک کفر والحاد مساجد اور مسلمانوں میں ہے جس کے مقابلے میں شب و روز گشت کرتے نہیں تھکتے۔

مسلمانوں کے ماسوا جتنے بھی کفار و مشرکین ہیں نہ ان میں کفر ہے نہ الحاد چنانچہ ان کو مسلمان بنانے کی ضرورت ہی نہیں !!!

تبلیغی اسفار بھی جہاد ہیں

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”سو (۱۰۰) سے کم نہیں کچھ زیادہ ہی خطوط میرے پاس آئے ہوں گے ان میں سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ تبلیغ والے جہاد کی احادیث کو اپنے تبلیغی اسفار کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور تعجب اس پر ہے کہ یہ اشکال عوام کے بجائے اہل علم کی طرف سے زیادہ آیا اہل علم کی طرف سے اس قسم کے اشکالات کا وارد ہونا زیادہ موجب تعجب ہے اس لئے کہ جہاد کے اسفار میں قتال اگرچہ عرفاً زیادہ معروف ہے لیکن لغت اور نصوص جہاد کو قتال کے ساتھ مخصوص نہیں کرتے، اصل جہاد کی اعلاء کلمۃ اللہ کی سعی ہے جس کا درجہ مجبوری اور آخری قتال بھی ہے قتال اصل مقصود نہیں؛“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۵)

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

”حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جہاد سے مراد دعوت الی الاسلام ہے۔“

(ایضاً ص ۹)

”اور تبلیغ کا اصل بھی یہی ہے چنانچہ ہر تبلیغی مجاہد ہے۔“

چنانچہ مولوی محمد الیاس فرماتے ہیں:

”کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام کے زمانے میں جب دین ضعیف تھا اور دنیا قوی تھی بے طلب لوگوں کے گھر جا کر ان کی مجالس میں بلا طلب پہنچ کر دعوت دیتے تھے طلب کے منتظر نہیں رہتے بعض مقامات پر صحابہ کو از خود بھیجا کہ فلاں جگہ تبلیغ کرو، اس وقت ضعف کی وہی حالت ہے تو اب ہم کو بھی بے طلب لوگوں کے پاس جانا چاہئے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۴۹)

مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت جو کام کرتے تھے یعنی چل پھر کر لوگوں کو دعوت حق دینا مدینہ طیبہ میں پہنچ کر یہ کام آپ کا نہیں رہا جبکہ مکی دعوت کو سنبھالنے والوں کی ایک خاص جماعت آپ نے تیار کر دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ ہی کے مرکز میں مقیم رہنا درست ہوا جب کہ ایران و روم کے علاقوں میں اللہ کے کلمہ کو سر بلند کرنے کے لئے جہاد کرنے والے اللہ کے ہزاروں بندے پیدا ہو چکے تھے اور ضرورت تھی کہ حضرت عمر مرکز ہی میں رہ کر اس دعوت حق اور جہاد فی سبیل اللہ کے نظام کو استحکام کے ساتھ چلائیں۔“

(ملفوظات الیاس ص ۲۳)

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”تبلیغ و دعوت کے ان اصولوں میں سے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں ایک عرض ہے یعنی حضور انور ﷺ اس کا انتظار

نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوں بلکہ آپ اور آپ کے داعی لوگوں تک خود پہنچتے تھے اور حق کی دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی لوگوں کے گھروں تک خود پہنچ جاتے تھے اور کلمہ حق کی دعوت پیش فرماتے تھے۔ مکہ معظمہ سے سفر کر کے طائف تشریف لے گئے اور وہاں عبدیلیل وغیرہ رئیسوں کے گھروں پر جا کر تبلیغ کا فرض ادا فرمایا حج کے موسم میں ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو پیغام پہنچاتے..... اسلام کے سفیر مصر و ایران و حبش کے بادشاہوں اور عمان و بحرین اور یمن اور مصر و شام کے رئیسوں کے پاس اسلام کا پیغام لے کر پہنچے۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۴)

تبلیغی سفر جہاد ہی نہیں بلکہ غزوات سے

اعلیٰ خصائص کے حامل ہیں

واضح ہو کہ غزوات وہ جہاد ہیں جن میں بہ نفس نفیس خود حضور ﷺ نے شرکت فرمائی اور جس جہاد میں حضور نے شرکت نہ فرمائی اور صحابہ کرام نے جہاد فرمایا اس کو ”سرایا“ کہتے ہیں اور جو مسلمان اللہ کی راہ میں لڑے وہ جہاد ہے۔ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”یہ سفر (تبلیغی) غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے اور اس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے یہ اگرچہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا فرد ضرور ہے جو بعض حیثیات سے اگرچہ قتال سے کمتر ہے لیکن بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۷۲)

اللہ اللہ! تبلیغی جماعت کا سفر غزوات ہی کے خصائص اور ویسا ہی اجر بلکہ بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ سبحان اللہ کیا کہنا۔

حضور ﷺ کا ارشاد صحابہ کی نسبت بہت مشہور ہے کہ میرے صحابی کا ایک مد جو صدقہ کرنا دوسرے لوگوں کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے عمل صحابہ کی یہ شان پھر نبی کے اعمال اللہ اللہ پھر نبی الانبیاء ﷺ کی محبت میں کام کس کی اُجال ہے کہ اس امتیاز بے مثال کی بابت لب کشائی کرے مگر وہ دیکھو مولوی الیاس صاحب فرما رہے ہیں:

”اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر اُمۃ الخ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔“

(ملفوظات الیاس ص ۵۰)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کا تعارف حضرت علامہ زماں فہلمہ دوران الحاج مولانا ارشد القادری زید مجدہ فرماتے ہیں:

”تبلیغی جماعت کے دوسرے مرکزی قائد مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ”مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت“ کے نام سے موصوف کی مفصل سوانح حیات لکھی ہے مولانا الیاس کے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا تاریخی نام الیاس اختر ہے موصوف ان کے عہد طفلی کا حال بیان کرتے ہیں ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

امی بی (مولانا الیاس کی نانی) مولانا پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر! مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے؟ کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔“

(دینی دعوت ص ۴۲ تبلیغی جماعت ص ۴۵)

علامہ فرماتے ہیں:

اب یہیں سے اندازہ لگا لیجئے کہ بچپن میں جب صحابہ کرام کی روئیں ان کے ارد گرد

پھرتی تھیں تو ان کا عالم شباب کس قیامت کا ہوگا اب یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ سوانح نگار جوانی کی منزل تک پہنچا کر انہیں کس منصب پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔

پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی

حتی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ منصب نبوت ان کا آخری نشانہ ہے لیکن اس منصب کی طرف پیش قدمی ضرور کی گئی ہے چنانچہ اسی کے بعد موصوف نے مولانا الیاس کا وہ واقعہ بھی نقل کیا ہے جو نزول وحی سے متعلق ہے لکھتے ہیں:

”مولانا الیاس فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا حضرت گنگوہی سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم نے یہی شکایت حاجی صاحب اپنے پیرو مرشد سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔“

(دینی دعوت ص ۴۵)

علامہ ارشاد فرماتے ہیں:

”میں نہیں سمجھتا کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے مشہور اہل قلم نے اس مقام پر اصل واقعہ کی نقل میں خیانت سے کیوں کام لیا حاجی صاحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے۔“

(سوانح قاسمی، ج ۱، ص ۲۵۹)

علامہ فرماتے ہیں:

”اب اس تفصیل کی روشنی میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے لکھنے کے مطابق

معلوم ہوا کہ بعینہ یہی قصہ مولانا الیاس کے ساتھ بھی پیش آیا تھا یعنی ان کے قلب پر بھی نبوت کا فیضان ہوتا تھا اور انہیں بھی معاذ اللہ رسول انور ﷺ کی طرح نزول وحی کی گرانی محسوس ہوا کرتی تھی۔“ (تبلیغی جماعت ص ۴۶)

دعویٰ

یہاں تک تو پیغمبرانہ منصب کی طرف ایک خاموش پیش قدمی تھی اب مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں میں ظاہر کئے جانیکا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں ان کا یہ دعویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیرامة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔“
(ملفوظات الیاس ص ۵۱)

لا الہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے! کہ یہ آیت کریمہ بھی خدا ہی کی نازل فرمودہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہی القا فرما رہا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور تفسیر مولانا الیاس پر اُتری ہے پس خدا ہی کی طرف سے جب آیت و تفسیر دونوں ہی کا نزول ہے تو کون خدا کا باغی بندہ ہے کہ ایک پر ایمان لائے اور دوسرے سے انکار کر دے۔

دیکھ رہے ہیں آپ! کتنے مسلح طریقہ پر پیغمبرانہ منصب کی طرف قدمی کی گئی ہے کہ آدمی انکار بھی کرنا چاہے تو انداز بیان کی ہیبت سے مرعوب ہو کر رہ جائے تقریباً چودہ سو برس سے دنیائے اسلام میں یہ آیت پڑھی جا رہی ہے۔ سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت کریمہ امت محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا

فرض منہی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو۔ لیکن چودہ سو برس کے بعد آج پہلی مرتبہ حقیقت منکشف ہوئی کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ مولانا الیاس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ (تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۴۷)

مسلم معاشرے میں علمائے دیوبند کا مقام

مولوی محمد زکریا صاحب تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر فرماتے ہیں:

”نہ صرف مجھ سے بلکہ اکابر علماء (دیوبند) سے بہت سے لوگوں نے خود اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہم تو علماء (دیوبند) سے اتنے بدظن تھے کہ مانا بھی گوارا نہ تھا اور اب ہم اس تبلیغ کی برکت سے آپ حضرات کے خادم بنے کھڑے ہیں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۳)

یہی مولوی زکریا صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد میں نے سنا ہوگا۔“

(تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۳-۳۴)

یہی مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”کلکتہ اور بمبئی کے بعض تاجروں سے ایک مدرسہ کے بڑے ذمہ دار نے یہ شکایت کی کہ تبلیغ والوں سے مدارس کے چندے کو نقصان پہنچتا ہے ان لوگوں

نے مختلف مواقع پر ایک ہی جواب دیا کہ ہم لوگ تو ان مدارس (دیوبند) کو چندہ تبلیغ ہی کی برکت سے دے رہے ہیں آپ دس برس پہلے کی رودادیں نکال کر دیکھ لیں موازنہ کریں کہ ہمارے شہروں سے ان دس برسوں میں چندہ میں کتنا اضافہ ہوا۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۱-۳۲)

مولوی الیاس صاحب نے فرمایا:

ہم پہلے بالکل کسمپرسی کی حالت میں تھے کوئی ہماری بات سنتا نہیں تھا اور کسی کی سمجھ میں ہماری بات نہیں آتی تھی۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۴)

پھر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کی مدد سے اب حالات بدل چکے ہیں ہماری بہت سی جماعتیں ملک کے اطراف میں نکل کر کام کا طریقہ دکھلا چکی ہیں اور اب لوگ ہمارے کام کے طالب بن کر خود ہمارے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اتنے آدمی دیدیئے ہیں کہ اگر مختلف اطراف میں طلب پیدا ہو تو جماعتیں بھیجی جاسکتی ہیں۔“

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۵)

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر اور بانی جماعت کی اقبالی ڈگری ہے کہ تبلیغ سے پہلے علمائے دیوبند سے مسلمانان عالم کو سخت نفرت تھی پاس آنا تو کجا ان کا مساجد میں نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا چنانچہ تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ بمبئی شہر میں علامہ حقہ میں سے تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا اور وعظ کہنے کا تو واہمہ بھی نہیں ہو سکتا تھا حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کو اپنی اہلیہ محترمہ کے حج سے واپسی پر بمبئی تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت

دی گئی کہ مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت پر حملہ کیا۔ میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت کو اس مکان سے دوسرے مکان میں اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا ۳۸ھ میں جب حضرت سہارنپوری تین سو خدام کے ساتھ حج میں تشریف لے جا رہے تھے یہ ناکارہ بھی اس میں ہمرکاب تھا تو اہل بمبئی کی شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مح قافلہ کے بمبئی سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے علماء دیوبند کا بمبئی میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا اس سے ظاہر ہے بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہو جاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۲)

ان روایات اور حکایات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کو علماء دیوبند سے کس قدر نفرت تھی اور ان کو نجس سمجھ کر مساجد کو پاک کراتے غور طلب یہ امر ہے کہ مسلمان جن کے قلوب میں علماء کرام کی ہمیشہ قدر و عزت رہی علماء کرام کے قدموں پر اپنا خون بہانے میں فخر محسوس کرتے تھے آخر ان علماء سے کوئی جائیداد کا جھگڑا تھا، کوئی شرکت کا مسئلہ تھا، کوئی قتل کا مقدمہ تھا۔ نہیں نہیں، اس کے لئے آپ کو اس نفرت کے وجہ تلاش کرنے پڑیں گے! مولوی محمد الیاس نے جب دیکھا کہ ہم دیوبندیوں سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے منافقت کا لباس فاخرہ زیب تن فرمایا اور مصنوعی تقدس کے آلات سے مسلح سیاسی دستہ تیار کیا جو بظاہر کلمہ کی رٹ لگاتا اور حقیقت میں مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بناتا تبلیغی جماعت سابق مرکزی امیر مولوی محمد یوسف ابن مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

”ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں ہے بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے اور بعد میں اعمال صالح کی تحریک ہے اب تک ۲۰-۲۵ سال کے تجربہ سے یہی معلوم ہوا کہ شریک رسوں یعنی میلاد قیام فاتحہ عرس وغیرہ اور گناہوں

کے چھیڑنے سے لوگ رسوں اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں لیکن اگر ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسوں اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے۔“

(قلمی مکتوب بقلم محمد عاشق۔ تبلیغی جماعت ص ۱۸)

تبلیغ کی غرض و غایت

تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی طرف بلاتے ہیں پھر ان کو دہائی دیوبندی بناتے ہیں۔ مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۵۷)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ تبلیغ کی غرض و غایت تھانوی صاحب کی تعلیم کو پھیلانا اور عام کرنا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ طریقہ تبلیغ ایجاد بندہ ہے کسی نبی کی سنت نہیں۔

مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”جن حضرات کا حلقہ محبت و تعلق اتنا وسیع ہو کہ جتنا ہمارے حضرت تھانوی کا تھا چاہئے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے میرا جی چاہتا ہے..... خاص طور سے یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کی ترقی درجات کی

کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔“

(ملفوظات الیاس ص ۶۷)

اس کا حاصل یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی روح کو خوش کرنے کے لئے ان کی تعلیمات اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ اسکو پھیلایا جائے حضرت تھانوی کی بہت ہی بڑی اور اہم آرزو جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ بیچارے ناکام تمنا ہی رہے نہ اتنا روپیہ ہوا نہ وہابیت کو عام کر سکے لہذا ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے سب سے اہم کام مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بنانا ہے وہی کام تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے۔ تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر جناب زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”میں عام طور سے لوگوں کو حضرت اشرف علی تھانوی کی کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۴)

سب کی یہی صدا ہے کہ تھانوی کی تعلیم تھانوی کی کتابوں کی طرف آؤ تبلیغی جماعت کے معتمد قائد مولوی محمد منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت گنگوہی کے نواسے حضرت محمد یعقوب صاحب گنگوہ سے زیارت و عیادت کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ ان ہی کے گھرانے کی کوئی خاتون بھی تھیں غالباً ان کی صاحبزادی ہی تھیں وہ بھی حضرت (محمد الیاس) کی عیادت کے لئے تشریف لائی تھیں حضرت نے ان کو پس پردہ حجرے ہی میں بلوایا ان کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ اس وقت حضرت نے فرمایا تھا

اس کے چند فقرے قلمبند کر لئے گئے تھے درج ذیل ہیں فرمایا من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی
ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں۔“

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۴)

واضح رہے کہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں مجھے دین کی دولت رشید احمد گنگوہی
سے ملی ہے اس کا واضح مطلب ہے کہ جو دین رشید احمد گنگوہی کا ہے وہی دین الیاس
صاحب کا ہے جو دین الیاس صاحب کا ہے وہی تبلیغی جماعت کا ہے وہی دین گنگوہی
اشرف علی کی تعلیمات میں موجود ہے جس کا پرچار تبلیغی جماعت برابر کر رہی ہے۔
اور لیجئے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے لیکن مجدد کے لئے
ضروری نہیں ہے کہ سارا تجدیدی کام اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو..... جس طرح
خلفائے راشدین بالخصوص حضرات شیخین کا کام فی الحقیقت رسول اللہ ﷺ ہی
کا کام ہے۔“

(ملفوظات ص ۱۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس صاحب جو دینی تحریک چلا رہے ہیں یہ جناب
گنگوہی کے تجدیدی کام کی ہی تکمیل ہے درحقیقت یہ کام بھی رشید احمد گنگوہی کا ہے تبلیغی
جماعت دیوبندی جماعت کا نیا روپ ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا تجدیدی کارنامہ

دیوبندیوں کے قطب الارشاد اور امام ربانی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:
”کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں

لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ محبوب کامل ص ۴۱۔ ناشر محمد سعید قرآن محل)

اس کا مطلب یہ ہوا، نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی، کیونکہ قطب الارشاد و امام ربانی کا ارشاد ہے کہ تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے جس کے گھر میں تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم۔ اور اگر ہے مگر پڑھتا نہیں تو بھی عین اسلام سے محروم اور اگر پڑھ بھی لیا اور عمل نہ کیا تو بھی عین اسلام سے محروم تو مسلمان کہاں رہا۔ قرآن کریم کی بابت بھی کسی نے ایسی بات نہ کہی کتنے گھرانے ایسے کہ قرآن کریم سے خالی ہیں اور کتنے مسلمان جنہوں نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں کتنے مسلمان ایسے بھی کہ قرآن کریم کے مطابق عمل بھی نہیں کرتے مگر کسی نے ان کو عین اسلام سے محروم نہ فرمایا، ہاں البتہ قرآن کریم پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔ تو جو قرآن کریم پر ایمان نہ لائے وہ یقیناً عین اسلام سے محروم ہے اور وہ مسلمان نہیں مگر دیوبندیوں تبلیغیوں کا مرکز ایمان تقویت الایمان ہے اگر کوئی دیوبندی تبلیغی یہ کہے کہ قطب الارشاد و امام ربانی دیوبندیہ نے تو یہ فرمایا کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کتاب اللہ سے آپ کے امام ربانی کی مراد معلوم نہیں کیا ہے اگر کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے تو یہ بالکل غلط اور کذب صریح ہے ملاحظہ فرمائیے۔ تقویت الایمان میں ہے:

”اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“

(تقویت الایمان ص ۲۷ و ۲۸ پورہ لاہور)

کیا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام مخلوق میں داخل نہیں اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک مخلوق میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام شامل ہیں تو اس

کا صاف مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ دیوبندیوں کا ایمان یہ ہے کہ اللہ کی شان کے آگے چھارتا ذلیل نہیں اور یقیناً بمعنی ایمان ہے قرآن کریم فرماتا ہے:

والله العزة والرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون ۝

یعنی ”عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔“

قرآن کریم تو رسول اور مومنین کو عزت والا بتا رہا ہے اور تقویت الایمان کہتی ہے کہ چھارے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ)

تو یہ علامہ قرآن کریم کے خلاف بغادت ہے اور اس کو جھٹلانا ہے اور لیجئے تقویت الایمان کہتی ہے: اللہ کی شان بہت بڑی ہے

”کہ سب انبیاء اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔“

(تقویت الایمان ص ۹ مکتبۃ الاسلام دکن پور لاہور)

گویا اللہ کے روبرو ذرہ ناچیز اتنا کم تر نہیں جتنا کمتر معاذ اللہ..... انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے اللہ عزوجل مومنین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية ۝

”بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔“

مسلمانو! قرآن کریم تو مومنین کو تمام مخلوق میں بہتر فرمائے اور دیوبندیوں تبلیغیوں کا ایمان ذرہ ناچیز سے کمتر انبیاء مرسلین کو بتائے یہ تو قرآن کو صریحاً جھٹلانا ہے اور اس کا رد کرنا۔ دلیل ثبوت کے لئے ایک حوالہ ہی کافی ہے ہم نے بحمدہ تعالیٰ دو حوالے پیش کئے اس مختصر مقالہ میں مزید کی گنجائش نہیں اگر پوری تقویت الایمان کا محاسبہ کیا جائے تو ایک رسالہ بن جائے۔ ان کا ایمان کہتا ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت ایمان کی۔

علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

صاحب تقویت الایمان مولوی اسلمیل دہلوی فرماتے ہیں:

”علم غیب اللہ ہی کو ہے سوا ہی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔“

(تقویت الایمان ص ۳۴)

یعنی یہ اختیار صرف اللہ ہی کو ہے جب چاہے غیب کا حال معلوم کرے مخلوق کے لئے یہ صفت کمال ثابت کرنا شرک ہے۔

رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:

”علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا و عنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اسکے“ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا..... اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک ہے اور شرک اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۷۳)

حاصل ان عبارات کا یہ ہے

- ۱۔ کہ غیب کا جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں سوائے حق تعالیٰ کے۔
- ۲۔ مخلوق کے لئے علم غیب کا ثابت کرنا شرک صریح ہے۔
- ۳۔ شرک وہ ہے جو اللہ کے ساتھ وصف ذاتی جیسے علم میں، قدرت میں اور عبادت میں شریک کرے۔
- ۴۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور ﷺ کو علم غیب تھا شرک صریح ہے۔

شیطان کے لئے علم نص سے ثابت اور حضور کے لئے ماننا شرک، دیوبندیوں کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد بالا اتفاق فرماتے ہیں:

”کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو، خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی، کون سی نص قطعی ہے؟ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

(براہین قاطعہ ص ۵۱ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اللہ کا وصف ذاتی (علم) حضور کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ وہی وصف (علم) شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت کرنا عین ایمان ہے پس فتاویٰ رشیدیہ کی وہ عبارت کہ شرک تو اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم قدرت یا عبادت کے شریک کرے۔ اس فتویٰ کی بنا پر حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک فرمایا اور اسی کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص

سے ثابت مانا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی خدا کے ساتھ شیطان اور ملک الموت کو شریک جانتے ہیں؟ یا پھر تین خداؤں کے قائل ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے انبیاء علم میں ہی ممتاز ہیں عمل میں امتی بڑھ جاتے ہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:
”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی
رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے
ہیں۔“

(تخذیر الناس ص ۴ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ص ۲۰

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب انبیاء کی فضیلت امتی پر صرف علم ہی میں
جانتے اور عمل میں امتی کو بڑھاتے ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حکیم الامت
دیوبند، ایسا علم جانوروں کے لئے ثابت فرماتے ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے حضور کو علم میں کیا خصوصیت ہے ایسا علم حیوان و بہائم کو بھی
حاصل ہے۔

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو
دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر
بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب
تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل

ہے۔

(حفظ الایمان ص ۷ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء بندرہ کراچی)

غور طلب یہ امر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں۔ جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک پھر خود جس ثبوت علم کو حضور ﷺ کے لئے شرک فرمایا اسی کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص سے ثابت مانا۔

بانی دارالعلوم دیوبند نے امت پر انبیاء کی فضیلت صرف علم ہی میں مانی عمل میں امتی کو نبی سے بڑھایا۔ حکیم الامت دیوبند تشریف لائے تو فرمایا: (حضور کے لئے) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔

علم غیب جس کو گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا حکیم الامت دیوبند علم غیب کو زید و عمرو ہر عام و خاص ہر بچہ و پاگل بلکہ تمام حیوانات کے لئے ثابت کرتے ہیں اب فیصلہ کیجئے کون مشرک اور کون مومن؟ بات وہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔ تبلیغی جماعت کی مذہبی اساس ان ہی قائدین کی ذات سے وابستہ ہے بلکہ ان کے دین کا دار و مدار ان ہی کی ذات پر موقوف ہے۔

تبلیغی جماعت کے قائدین کی باتیں آپ نے سنیں اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی سن لیجئے فرماتا ہے:

علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

یعنی ”غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا

سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں کرتا اور تھانوی جی کہتے ہیں کہ ایسا علم ہر بچے پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل۔ گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم

غیب تھا صریح شرک ہے اور جو علم حضور کے لئے ماننا شرک وہی شیطان کے لئے ثابت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یہ ہیں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے قطب الارشاد اور مجدد زماں جنہوں نے تقویت الایمان کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ٹھہرایا اور تقویت الایمان نے اللہ کی شان میں فرمایا: ”کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے“ اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہوا کہ جب تک دریافت نہ کرنا چاہا جاہل رہا (معاذ اللہ) بس بات یہی ہے کہ نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔ کہ ان حضرات کا عین اسلام تو یہی ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے
صاحب تقویت الایمان مولوی اسماعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:
”لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد“

(یکروزی ص ۱۳۵)

یعنی ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں
”امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا“۔ (براہین قاطعہ ص ۲ کتب
خانہ امدادیہ دیوبند)

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

”کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ کذب باری کے متعلق حکایت بیان فرماتے ہیں:

”جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا، سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سکر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقبہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔“

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲ مکتبہ بحر العلوم جوٹا مارکیٹ کراچی)

اس حکایت سے ایک جانب خدا تعالیٰ کے جھوٹ کو ممکن ثابت کیا گیا تو دوسری جانب سائیں توکل شاہ صاحب کے لئے علم غیب اختیاری کا ثبوت فراہم کیا۔

عرش عالم غیب میں ہے سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکالی اور عرش توکبا اس کے آگے رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھا دیوبندیوں کا عین اسلام تقویت الایمان کہتی ہے کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے دریافت کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ غور فرمائیں یہ پوری عبارت سائیں توکل شاہ پر صادق آتی ہے؟ نیز ملاحظہ فرمائیں کہ علم محیط زمین حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک (کما مر) اور سائیں توکل شاہ کے لئے ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر عرش اور اس کے آگے کا علم ثابت مگر توحید میں کوئی فرق نہیں آتا اور لیجئے۔ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۱ میں فرماتے ہیں :

”شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔“

کیسی جرأت و بیباکی، شیخ محقق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

”کہ اس سخن اصلے ندارد و روایت ہذا صحیح نشدہ است۔“ یہ روایت محض بے

اصل ہے وہ رد فرما رہے اس قول کی اور یہ الزام ان ہی پر رکھ رہے ہیں اور

مابعد ان علوم مکتوبہ کے سائیں توکل شاہ کے لئے عرش اور اس کے آگے کا علم

ثابت کرتے ہیں۔ بات صرف یہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔

”دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے زیادہ بدتر ہے“

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

”شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت ابی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔“

(صراط مستقیم ص ۱۵۰)

نماز میں تشہد واجب اور تشہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ موجود۔ اس میں ان حضرات کا خیال کہاں چلا جاتا ہے؟ شقاوت دینی ملاحظہ ہو کہ حضور کی جانب خیال اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

”کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح

ہو سکتا ہے۔

(تخذیر الناس ص ۲-۳ مطبوعہ دیوبند۔)

ماہ نامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول (۵۸ھ ص ۱۸)

صاف لکھ دیا آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آخری ہونا عوام کا خیال ہے مگر اہل فہم کے نزدیک اول و آخر آنے میں بالذات کوئی فضیلت ہی نہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تخذیر الناس ص ۲۴ ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ جمادی الثانی (۵۸ھ ص ۴۰)

زمانہ اقدس ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا جائز اور ممکن ٹھہرایا کیونکہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں چنانچہ کسی نبی کا پیدا ہونا منافی خاتم النبیین نہ ہوگا۔

دیوبندیوں کے نزدیک

”اشرف علی رسول اللہ“ پڑھنا تسلی بخش ہے

مولوی اشرف علی کو ان کا مرید خط لکھتا ہے:

”ایک روز کا ذکر ہے کہ ”حسن العزیز“ دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا

ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی جی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے ”اشرف علی“ نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا، بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں مگر پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی، حالانکہ بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔“

(رسالہ امداد ص ۳۲-۳۵)

مرید کو اپنی غلطی کا احساس اور اضطراب ہے کہ کلمہ شریف کے پڑھنے میں غلطی کی مگر

پیر صاحب تھانوی یہ جواب عنایت فرماتے ہیں:

”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔“

(۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۴-۳۵)

قارئین! اس حکایت پر علامہ مولانا ارشد القادری زید مجدہم کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں: ”کجخت وہ زبان بھی شاطر و عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کے لئے تو بے قابو نہیں ہوتی لیکن اس کی نبوت کا اقرار کرنے کے لئے بے قابو ہو جاتی ہے یہ عذر لنگ اگر قبول کر لیا جائے تو دنیا سے بالکل امان ہی اٹھ جائے بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائے گا کہ کیا کروں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔“

اور اس واقعہ کا سب سے عبرتناک تماشا تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پیر مغاں اس صریح کلمہ کفر پر اپنے مرید کو سرزنش فرماتے، یہ حوصلہ افزا جواب لکھ بھیجتے ہیں ”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے“ جس نشاط طبع کے ساتھ ایک کفر صریح کی تحسین فرمائی گئی ہے مریدین، معتقدین کیلئے اس کے جواب میں کتنے خاموش اشارے چھپے ہوئے ہیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے تاہم یہ سوال اپنی جگہ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ مان لیا جائے مرید کی زبان بے قابو ہو گئی تھی لیکن پیر مغاں کا قلم تو اختیار میں تھا انہوں نے ہوش میں رہتے ہوئے ایک کلمہ کفر کی تائید کیوں فرمائی اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی بے اختیار نہیں تھا یہ واقعہ دونوں ہی کے سمجھے ہوئے جو اختیار سے وجود میں آیا۔“ (تبلیغی جماعت ص ۶۰-۶۱)

تبلیغی جماعت والوں کی انبیاء علیہم السلام پر برتری

مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت فن تحقیص انبیاء علیہم السلام میں اپنے

قائدین سے کم نہیں ہیں اس فنی حیثیت پر علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمائیے فرماتے ہیں: اس نکتے سے آپ ناواقف نہ ہوں گے کہ دوسروں کی تنقیص کر کے بھی، کبھی اپنی برتری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مولانا الیاس کے مقبوعین کو مبارک ہو کہ مولانا نے اس فن کو بھی تشنۃ القفات نہیں رہنے دیا ہے چنانچہ تبلیغی کارکنوں کا انبیائے کرام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ان کے نام اپنے ایک گشتی مراسلہ میں موصوف تحریر فرماتے ہیں:

”اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔“

(مکاتیب الیاس ص ۱۰۷-۱۰۸)

قسم ہے آپ کو جلالتِ خداوندی کی ذرا اس عبارت کی اسپرٹ پر غور فرمائیے اور بے لاگ ہو کر فیصلہ دیجئے کہ کیا اس عبارت میں انبیاء کے مقابلے پر اپنے اور اپنے تبلیغی کارکنوں کی برتری کا جذبہ کارفرمانہاں ہے دین کا وہ کون سا کام ہے جو خدائی مشیت کے بغیر وجود میں آتا ہو لیکن نہ کر سکنے والے کے مقابلے میں کر گزرنے والے کی برتری تو بہر حال ثابت ہو جاتی ہے۔

اس لئے کہنے دیا جائے کہ اس لہانت آمیز پیرایہ بیان کا مقصد سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جن انبیائے کرام کا حلقہ تبلیغ سا لہا سال کی جدوجہد کے بعد بھی چند افراد سے آگے نہ بڑھ سکا ان کے مقابلے پر آج کے ان تبلیغی کارکنوں کی برتری ثابت کی جائے جو اپنے تئیں ایک عالم کو ہدایت یاب بنا چکے ہیں اور اس کے بعد انہیں ہلاکت خیز نخوت میں مبتلا کر دیا جائے کہ جو کام انبیاء سے بھی نہ ہو سکا وہ کام ہم کر گزر رہے۔ معاذ اللہ! ذرا سوچئے کہ کیا تنہا یہی آزار پوری تبلیغی جماعت کی ہلاکت کے لئے کافی نہیں۔“

(تبلیغی جماعت ص ۵۱-۵۲)

علامہ ارشد القادری پھر فرماتے ہیں :

”خدا کی عظمت شان سے کئے انکار ہو سکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھانے کی جگہ یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لئے جو پیرایہ بیان اختیار کیا گیا ہے وہ کیسا ہے اور کس کا ہے؟ انبیاء کو نشانے پر رکھے بغیر خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہو سکتا تھا میں کہتا ہوں پیرایہ بیان کے عیب و ہنر سے اگر آنکھیں بند کر لی جائیں تو خدا کی قدرت کو درمیان میں رکھ کر آسانی سے ہر شخص کی حرمت کا مذاق اڑایا جاسکتا ہے بلکہ اسی عنوان پر ایک ضخیم حمد باری تیار کی جاسکتی ہے۔

مثال کے طور پر بلاشبہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے کسی بھی بندہ کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے اسے جہنم کا کندہ بنادے لیکن اس پیرایہ بیان میں اگر کوئی مولانا الیاس کا نام لے کر خدا کی قدرت کا اظہار کرے تو انصاف سے بتائیے کہ مولانا الیاس کے معتقدین چیخ اٹھیں گے یا نہیں؟“ (تبلیغی جماعت ص ۵۳-۵۴)

محبوب رب العالمین اور مشائخ دیوبند

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری، حضور اکرم سید عالم ﷺ، کا مشائخ دیوبند سے موازنہ کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں: ”ابوداؤد شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن (شہر کا نام) حضور اقدس ﷺ کی طرف کچھ احادیث نقل کیا کرتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ نے بعض لوگوں کے متعلق غصہ میں فرمایا جو لوگ یہ حدیثیں سنتے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر نقل کرتے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حذیفہ کو اپنی احادیث کا زیادہ علم ہے لوگ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہتے کہ ہم نے حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) سے تمہاری حدیثیں نقل کیں انہوں نے نہ تو تصدیق کی نہ تکذیب کی حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور ﷺ سے سنی ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں، دوسرے آدمیوں کی طرح سے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے پس جس آدمی کو میں نے غصہ میں کچھ کہا ہو یا اللہ تو اس کہنے کو لوگوں کے لئے رحمت اور قیامت کے دن برکات کا سبب بنا۔ یا تو تم ایسی حدیثیں نقل کرنے سے رک جاؤ ورنہ میں امیر المؤمنین کے پاس تمہاری شکایت لکھوں گا۔

خود حضور اقدس حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) سے افاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں جو مقررین بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں ایک دو مکررین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں جھوٹ بچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا جس سے چاہا راضی کر دیا۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً منع فرمادیا کرتے تھے کہ چپ رہو میں سننا نہیں چاہتا اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حاجی صاحب (امداد اللہ) سب سن کر فرمادیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی (رشید احمد) کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ

میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات، صفحہ ۶۸ تا ۷۰)

دیوبندی دھرم میں معصوم کون؟

مذکورہ بالا دونوں روایات متصلہ میں مشائخ دیوبند اور اللہ کے رسول (جل جلالہ ﷺ)

کے کردار بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں مکر بین میں ایک دو مکر بین بھی ہوتے ہیں جو ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چلباشی کو ناراض کر دیا جس سے چلباشی راضی کر دیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے مکر بین میں ایسے مکر بین تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے یعنی نازیبا اور حقیقت کے خلاف اور بعض اوقات کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرماتے یعنی حد سے بڑھ جاتے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل میں ناراضی یعنی غم و غصہ اور نفرت پیدا ہو جاتی اور آپس میں اختلاف یعنی دشمنی اور فساد پیدا ہو جاتا ہے وہ بھی ایک آدمی ہیں دوسرے آدمیوں کی طرح، انہیں بھی غصہ آ جاتا ہے چنانچہ ان کے ارشاد (احادیث) کو نقل نہ کیا جائے۔ مشائخ دیوبند ان عیوب سے پاک و صاف ہیں وہ مکر بین میں سے کسی کی شکایت سنتے ہی نہیں اگر سن بھی لیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا چنانچہ یہی مشائخ دیوبند (معاذ اللہ) معصوم ہیں ان کے سوا سب خاالی اور عاصی ہیں (معاذ اللہ)۔

روایات متصلہ اس امر پر شاہد و عدل ہیں کہ مولوی زکریا صاحب اپنے اکابر دیوبند کا موازنہ علماء و مشائخ تو کجا اولیاء انبیاء بلکہ نبی الانبیاء ﷺ سے کرتے ہوئے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ مخلوق میں کوئی بھی عیب و خطا سے محفوظ نہیں اگر عیب و نقائص سے محفوظ ہیں تو اکابر علمائے دیوبند بلکہ علماء دیوبند تو اللہ عز و جل پر بھی امکان کذب کا افتراء کرتے ہیں اس سے یہ

ثابت ہوا کہ یہ اپنے اکابر کو خدا سے بھی زیادہ معظّم اور معصوم جانتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

عزیزانِ ملت! نبی کریم ﷺ کے بارے میں دیوبندی افکار مطالعہ فرمائے، اب ابوداؤد شریف کی حدیث کو مطالعہ فرمائیں، ابوداؤد شریف میں ہے:

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”میں جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنتا اس کو لکھ لیتا اپنے یاد کرنے کے لئے پھر قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا لکھنے سے اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، باتیں کرتے ہیں غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھا کر، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔“ (ابوداؤد شریف، صفحہ ۱۱۶-۱۱۷، باب ۹۳، ترجمہ دہاوی مولوی وحید الزماں)

عزیزانِ ملت! دیوبندی دھرم میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ ناراضی اور خوشی کے درمیان ایسی باتیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں عداوت اور دشمنی اور فساد پیدا ہوتا ہے جبکہ حضور اکرم کا ارشاد ہمارا ایمان ہے، مزید براں قسم کے ساتھ فرمانا کہ لکھا کر، نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا ایمان اور دیوبندی کے لئے آفت جان! سبحان اللہ وبحمدہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی گواہی فرماتا ہے: وانک لعلی خلق عظیم

”اور بے شک (اے محبوب ﷺ) تمہاری خوب (خلق) بڑی شان کی ہے۔“

جن کے خلق کو اللہ عز و جل عظیم فرمائے، یہ ان کو فساد ہی بتائیں، کم ظرف ٹھہرائیں، اور اپنے دیوتاؤں کی عصمت کو ثابت کر کے ان کو معصوم ٹھہرائیں، اور لیجئے اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

وما ينطق عن الهوى ۝ ان هو الا وحي يوحى ۝ (النجم: ۳-۴)

”اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی انہیں کی جاتی

ہے۔

اللہ واحد قہار فرماتا ہے کہ میرا محبوب کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتا وہ تو وہی فرماتا ہے جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

بعد نزول قرآن بھی دیوبندی گستاخ امیر المومنین کے عہد میں یہ بہتان لعین اور توہین مبین ان کے جانب منسوب کرتا ہے کہ وہ ناراضگی اور مسرت کی حالت میں ایسی باتیں کرتے جس سے لوگوں کے دلوں میں ناراضگی یعنی نفرت و عداوت پیدا ہو اور آپس میں اختلاف یعنی فتنہ و فساد پیدا ہو۔ یہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت اور مسلمانوں میں رنج و عداوت پیدا کرنا ہے، یہی دیوبندی دھرم کی اساس ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لہذا وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

ياايهاالذين امنوااطيعواالله واطيعواالرسول ولا تبطلواعمالکم (محمد: ۳۳)
اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو،
اس سے معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اس کے عمل باطل اور برباد ہیں
چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

من يطيع الرسول فقد اطاع الله (النساء: ۸۰)
جس نے رسول کا حکم مانا اور اس نے اللہ کا حکم مانا، اور اپنے پیارے محبوب سے
فرماتا ہے:

قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب الكافرين (آل عمران: ۳۲)
”(پیارے) تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش
نہیں آتے کافر۔“

معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اور منہ پھیرے وہ کافر ہے ہم نے صرف
بطور نمونہ چند آیات نقل کیں ورنہ اس طرح متعدد آیات قرآن حکیم میں مذکور و موجود ہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ جو حضور ﷺ کے ارشاد طیبات کو حق نہ مانے وہ کافر ہے تو جو ان کے ارشادات کو باعث نزاع و فساد بتائے اس کی شقاوت قلبی کا کیا حال ہوگا۔ ان کا رب عزوجل تو ان کی شان میں فرماتا ہے:

هو الذي بعث في الامين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة. (الجمعة: ۲)

”وہی ہے جس نے ان پر ہوں میں اسی میں سے ایک رسول (ﷺ) بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔“

ملاحظہ ہوا جس ذات پاک کو اللہ عزوجل پاک فرمانے والا فرمائے اس محبوب کو یہ شقی القلب فسادی اور نفرت و عداوت پیدا کر نوالا بتائیں اور امیر المؤمنین سے شکایت لکھنے کی دھمکی دیں کیا نہ دیکھا اس منافق کو جس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور یہودی کو مجبور کیا اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور لیکر آیا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ حضور ﷺ نے فرمادیا ہے مگر یہ فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوارا کر اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

کاش تبلیغی جماعت کا امیر ذکر کیا اپنا یہ مضمون فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کرتا تو یقیناً امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو واجب القتل ٹھہراتے اور قتل فرماتے۔ نیز معلوم ہوا کہ جو حضور اکرم سید عالم ﷺ کے فرمان مبارک کو حق نہ جانے اور آپ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں منافق ہے کما مر علاوہ ازیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوفی

انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیمان (النساء: ۶۵)

یعنی ”اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں۔“

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو بخوشی دل سے نہ مانے وہ مسلمان نہیں پھر جو ان کے فرامین کو خواہ غصہ میں ہوں یا خوشی جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور حق نہ مانے سبب عداوت و فساد ٹھہرائے وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ ایسا شخص اللہ و رسول (عز و جل و علیہ السلام) کا دشمن ہے کہ حضور ﷺ نے تو اپنے فرامین کو نشر کرنے (پھیلانے) کی ترغیب فرمائی۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے سنتے ہو علم کو اور لوگ تم سے سنیں گے پھر جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے اور لوگ سلیں گے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم، ترجمہ وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰)

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سن کر یاد رکھا اور اس کو پہنچا دیا یعنی دوسرے لوگوں کو بھی سنا دیا کیونکہ بہت لوگ ایسے ہیں جو سمجھ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھدار کو سنا دیں گے۔ اور بہت سے فقہ کے اٹھانے والے ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں۔ یعنی خود سمجھدار نہیں ہیں ان کو نقل کرنا چاہیے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم ترجمہ مولوی وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

ابوداؤد شریف کا ترجمہ ہم نے کسی بریلوی عالم دین کا نقل نہیں کیا بلکہ وحید الزماں جو مسلکاً وہابی ہیں۔ ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خواہ

غصہ میں ہوں یا خوشی میں ان کی زبان مبارک سے حق بات ہی نکلتی ہے۔

تنقیص شان انبیاء کے فن میں اکابر دیوبند کا کمال

اس موضوع پر علامہ زماں فہامہ دوراں مولینا الحاج ارشد القادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ ”تنقیص انبیاء کے فن میں ان حضرات (دیوبند) کو ایک خاص مہارت حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ حضرات انبیاء کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست ان کی عظمت پر حملہ کر نیکی بجائے پہلے یہ لوگ خدا کے ساتھ انبیاء کے تقابل کا ایک فرضی ماحول بناتے ہیں اور اس کے بعد انبیاء کو خدا کے مقابلہ پر رکھ کر جو چاہتے ہیں بے خطر کہہ جاتے ہیں جب کہ مولانا الیاس نے بھی انبیاء کی تنقیص کے لئے اپنے مکتوب میں یہی پیرایہ اختیار کیا ہے اور پھر ذرا علم کی چابکدستی دیکھئے کہ انبیاء کی تنقیص شان پر جب ان سے کوئی باز پرس کرتا ہے تو جھٹ تاویل کرتے ہیں کہ ہم نے تو خدا کی قدرت و عظمت اور اس کی جلالت شان کا پہلو واضح کیا ہے ہم نے انبیاء کی کہاں تنقیص کی ہے۔ دراصل قلم کی یہی چابکدستی ان کی مہارت فن کا سب سے بڑا راز ہے۔ مثال کے طور پر اس فن کے امام مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان میں خدا کی شان کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ”اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کی مثل پیدا کر ڈالے۔“ خدا کی عظمت و شان سے کسے انکار ہو سکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھانے کی جگہ یہ ہے کہ انبیاء کو خدا کی عظمت کے نشانے پر رکھے بغیر کیا خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہو سکتا۔

پھر تقویت الایمان کے مصنف کے لب و لہجہ میں اگر کوئی اس طرح خدا کی شان کا اظہار کرے کہ اس شاہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو

سارے تبلیغی مولویوں کو روسیاء بندر بنادے تو آپ ہی انصاف سے کہیے کہ بات سو فیصدی صحیح ہونے کے باوجود کیا اس پیرایہ بیان سے تبلیغی جماعت کے لوگوں کی دل آزاری نہیں ہوگی؟“

(ملخصاً تبلیغی جماعت ص ۵۳-۵۴)

بعینہ اسی طرح جب تمہارے اکابر تبلیغیہ دیوبندیہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کرتے ہیں تو یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو دکھ ہوتا ہے۔ تمہارا مرکز ایمان نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان جیسی گندی اور گھنونی کتاب کی عبارت خبیثہ، ہر مومن جس کو محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور نسبت غلامی ہے یقیناً نفرت کرے گا اور کہے گا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان پر تمام جہان قربان ۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

خاتمہ

نبی کا پہلا گستاخ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی و اہانت کی ابتدا ابلیس لعین نے کی۔ پھر اس کی ذریت گوناگوں طریق پر معظمان دین کی جناب میں گستاخی و اہانت کی راہ نکالتی رہی جو آج تک جاری و ساری ہے۔

تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل اللہ عزوجل نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: کما قال فی القرآن العظیم:

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں۔“

فرشتوں نے عرض کیا۔

قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك.

”بولے کیا ایسے کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلانے گا اور جو خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہیں اور تیری تسبیح کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے پھر آدم علیہ السلام کو ”علم الاسماء“ تعلیم فرمایا اور ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کیا۔

فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صدقین ۝

”فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔“

فرشتوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا۔

قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝

”بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشیاء کے نام بتادیئے پھر اللہ نے حکم دیا۔

واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم ۝

”(یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا آدم کو سجدہ کرو۔“

پھر کیا ہوا؟

فسجد والا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکفرین

”تو سب کے سب (فرشتے) سجدے میں گر پڑے سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔“

ابلیس کا روائی میں شامل ہو گیا

اس واقعہ کے اعادہ کی غرض یہ ہے کہ اس پوری کاروائی میں ابلیس فرشتوں میں شامل تھا؟ یا نہیں۔ فسجدوا الاہلیس دلالت کرتا ہے کہ اس سلسلہ کاروائی میں ابلیس بھی شامل تھا پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و فضل کو سب نے دیکھ لیا باوجود یہ کہ ابلیس فرشتوں میں داخل تھا مگر علم الاسماء سے محروم تھا اشیاء کے نام بھی نہ بتا سکا اور نبی کی عظمت و کرامت کا منکر ہوا اور اپنے رب کا نافرمان مجرم بنا۔

جب اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

قال ما منعك الا تسجد اذا امرتك

”فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔“

تو جواباً کہتا ہے۔

قال انا خیر منه خلقتی من نار و خلقته من طین ۝

”بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔“

علم بغاوت

ابلیس لعین کی یہ گستاخی انبیاء علیہم السلام تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس نے اللہ عزوجل کی جناب میں بے باکی اور لبانت کا رویہ اختیار کیا جب اللہ عزوجل نے اس کو نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

قال فاهبط فمایدكون لك ان تكبر فيها فاخرج انك من الصغرين ٥

”فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے۔ نکل تو ہے
ذلت والوں میں۔“
تو کہتا ہے۔

قال بما اغويتی لا تعدن لهم صراطک المستقیم ٥

”بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی
تاک میں بیٹھوں گا۔“
یہ اللہ عزوجل کی جناب میں کمال جرأت و بے باکی و دریدہ دہنی اور گستاخی ہے۔

شانِ عبدیت

برخلاف اس کے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عبدیت ملاحظہ ہو کہ باوجود
اس کے کہ اللہ عزوجل ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

ولقد عهدنا الی ادم من قبل فنسی ولم نجدله عزماً ٥

”اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید کی حکم دیا تھا۔ تو وہ بھول گیا
اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔“

مگر پھر بھی اپنے مالک و مولیٰ کی جناب میں اس طرح عرض کرتے ہیں:

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسیرین ٥

”دونوں (آدم و حوا علیہم السلام) نے عرض کی، اے رب ہمارے ہم نے اپنا برا
کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوں گے۔“

آئینہ

اسی آئینہ میں تبلیغی جماعت کے امیر و بانی کا کردار ملاحظہ ہو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں:

”کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں دوسرے آدمیوں کی طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔“ مکمل حکایت جمعہ حوالہ گزری حضور ﷺ کے متعلق ان کا ایمان یہ ہے کہ اگر غصہ میں کچھ فرمادیں یا خوشی میں ارشاد فرمادیں وہ لائق توجہ بھی نہیں کیونکہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہیں اور ان کو بھی دوسروں کی طرح غصہ آجاتا ہے تو..... (معاذ اللہ) اور مسرت خوشی میں بھی جس کے بارے میں جو چاہیں فرمادیتے ہیں ان کا حق و صداقت سے کوئی علاقہ نہیں اور اپنے مذہبی علماء کے متعلق ان کا ایمان کہتا ہے کہ وہ اس قسم کی بات کرنا تو کجا سنتے ہی نہیں۔ اگر سنتے بھی ہیں تو اس سے بالکل اثر ہی نہیں لیتے اور ایسی باتوں کو دشمنی اور نفسانیت پر محمول کرتے ہیں حوالہ گزر چکا تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کے متعلق ان کے خلیفہ عاشق الہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

”حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور یہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہو مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔“

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۷)

انداز کلام ملاحظہ فرمائیں کہ رشید احمد کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہی حق ہے اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حق صرف رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے پھر اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ گویا نہ قرآن کریم

کی ضرورت نہ حدیث شریف کی حاجت، اور ہو بھی تو کیوں کر ہو۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں دیوبندی تبلیغی ایمان

اللہ تعالیٰ کے بارے میں تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کا فرمان یہ ہے کہ کذب (جھوٹ) الہی ممکن ہے اور جس کا جھوٹ ممکن ہو وہ سچا ہو نہیں سکتا چنانچہ عاشق الہی صاحب میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

”جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ کے مخالفین نے شور میں مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے حضرت امام ربانی (گنگوہی صاحب) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے ”لوگو! تم کیا کہتے ہو میں مولوی رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔“

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲)

اس حکایت سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ اول، کذب کا ممکن ہونا دوم، سائیں توکل شاہ صاحب کا فرش پر بیٹھ کر عرش کے اوپر کی اشیاء کا دیکھنا سوم، رشید احمد گنگوہی کے قلم کا تقدیر الہی کے نوشتے مرتب کرنا اس کی تائید دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

”میرے ہمراہ سفر حج میں ایک حکیم صاحب ساکن انبالہ تھے جو اعلیٰ حضرت (امداد اللہ صاحب) کے مرید تھے اس تعلق سے ان کو حضرت امام ربانی کے ساتھ تعارف، بلکہ غایت عقیدت تھی وہ فرمانے لگے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ مولانا (رشید احمد) کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الہی کے مطابق ہے۔“

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۱۹)

کس قدر افسوس ناک یہ امر ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے بارے

میں ان کا یہ ایمان ہے کہ ان کی ہر حدیث قابل نقل بھی نہیں کہ کسی کو غصہ کی حالت میں کچھ کہہ دیا اور کسی کی مسرت پر کچھ فرمادیا۔ اور رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد جو بھی فرمائیں وہ حق ہے بلکہ حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں مقدمہ

حدیث پاک میں ہے:

عن عبد الله بن عمر وقال كنت اكتب كل شيء اسمعه من رسول الله ﷺ اريد حفظه فنهتني قریش فقالوا انك تكتب كل شيء تسمعه من رسول الله ﷺ ورسول الله ﷺ بشر يتكلم في الغضب فامسكت عن الكتاب فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ عليه فقال اكتب فوالذي نفسي بيده ما خرج مني الا الحق رواه الامام احمد في تفسير ابن كثير والنجم.

یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے جو لفظ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا اس ارادے سے کہ اسے یاد کروں گا لیکن قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے ہو وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں کبھی غصہ میں بھی کچھ فرمادیتے ہیں۔ ان کی اس بات سے متاثر ہو کر میں لکھنا ترک کر دیا پھر میں نے اس بات کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے سنو ضرور لکھا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

علاوہ ازیں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى ٥

”اور وہ (محبوب) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔“

آہ اشقاوت کی انتہا ہو گئی کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے خلاف ایسا علم بغاوت بلند اور قرآن وحدیث کو رد کرنا اور اس کو ہی اسلام سمجھنا کیسی ستم ظریفی ہے کیا نہ دیکھا کہ اللہ کا محبوب تو فرمائے ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں۔“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرا پیارا محبوب اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں ان کی ہر بات وحی الہی ہوتی ہے۔“ یہ تبلیغی جماعت کے امیر کہیں کہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح آدمی ہیں حضور اکرم سید عالم ﷺ فرمائیں۔

ابیث عند ربی بطعمنی ویسقنی ایکم مطلق

”میں شب اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے تم میں کوئی میری مثل نہیں۔“

اور فرماتے ہیں:

لی مع اللہ وقت لا ینبغی ملک مقرب ولا نبی مرسل
”میرے اور اللہ عزوجل کے ساتھ وہ وقت ہے جہاں رسائی نہیں بلکہ (فرشتہ) مقرب کی نہ نبی مرسل کی۔“

جن کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ثم دنا فتدلیٰ فكان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحی الیٰ عبده ما اوحی ٥

”پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دوہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔“

کھلا چیلنج

ہے کوئی تبلیغی، دیوبندی، وہابی مقلد اور غیر مقلد جو ان جیسی ایک ہستی کو بھی ساری کائنات میں ڈھونڈ کر لائے۔

ہے مخصوص ان کیلئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

فقیر باختصار تام اپنے کلام کو ان کلمات طیبہ پر تمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت سے سرفراز فرمائے اور ہر گمراہی اور بے دینی سے بچائے مولائے قدوس ہماری اس ناچیز تالیف کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور دین متین مذہب مہذب اہلسنت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین بحرمة حبیبک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سید المرسلین و صلی اللہ واصحابہ و حزبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سگ بارگاہ رضا البورضا محمد عبد الوہاب خاں

القادری الرضوی عفرلہ

۷ اشوال مکرّم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء